مولانا محمد ثاقب
مُدرس جامعہ تعلیم القرآن گاؤں ویسہ ضلع اٹک

علامہ صابونی اور اُن کی تفسیر

یوں تو اللہ تعالیٰ کی کتاب کو سمجھنے کیلئے بہت سی تفاسیر موجود تھیں لیکن آج کے اِس تیز ترین دور کی تن آسان طبیعتوں اور کمزور سے کمزور تر استعداد والوں کیلئے اُن تفاسیر سے استفادہ اٹھانے میں کبھی تو اُن تفاسیر کی مغلق عبارتیں رکاوٹ بنتیں تو کبھی اُن کی لمبی اور طویل عبارتوں کے سامنے وقت کی کمی ہتھیار ڈالنے پر مجبور کردیتی تو کبھی اُن تفاسیر کی ضخیم جلدوں کی مہنگی قیمتیں رستے کی رکاوٹ بنتیں اس لیے ضرورت ایک ایسی تفسیر کی تھی جو عام فہم ہونے کیساتھ ساتھ مختصر بھی ہو۔ایک ایسی تفسیر جسمیں متقدمین کی تفاسیر سے استفادہ کے ساتھ ساتھ عصرِ حاضر کے مسائل کے حل میں بھی رہنمائی فراہم ہوتی ہو۔ایک ایسی تفسیر جس میں دیگر فنون کی بھی رعایت رکھی گئی ہو۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جامعہ اُم القریٰ مکہ مکرمہ کے اُستاد محمد علی صابونی صاحب نے صفوۃ التفاسیر کے نام سے ایک تفسیر لکھ کر اِس خلا کو پُر کردیا یہ تفسیر پہلی بار ۱۹۸۰ عیسوی میں بیروت کی طرف سے شائع ہوئی۔صابونی صاحب اس سے پہلے بھی تفسیر کے میدان میں تفسیر ابنِ کثیر کی تلخیص اور آیاتِ احکام پر ایک تفسیر روائع البیان فی احکام القران تحریر فرما چکے ہیں۔اِسی طرح علوم القرآن کے موضوع پر التبیان فی علوم القرآن کے نام سے ایک تحریر ان کے قلم سے رُونما ہو کر منظرِ عام پر آچکی ہے۔

صفوۃ التفاسیر تین مختصر جلدوں پر مشتمل ہے صابونی صاحب نے زیادہ تر اس میں تفسیر قرطبی، تفسیر ابنِ کثیر، روح المعانی، البحر المحیط اور تفسیرِ کبیر سے بخوبی استفادہ کیا ہے اِن کی اِس تفسیری خدمت کو علمی حلقوں میں قدر کی نگاہوں سے دیکھا گیا جس کا منہ بولتا ثبوت اِس تفسیر پر جامعہ ازہر کے شیخ عبدالحلیم محمود، مجلسِ قضاء کے رئیس عبداللہ ابنِ حمید، ندوۃ العلماء کے نامور ادیب ابوالحسن علی ندوی، جامعہ الملک عبدالعزیز کے مدیر الدکتور عبداللہ عمر نصیف، کلیۃ الشریعۃ کے راشد ابنِ راجح، مسجدِ حرام کے خطیب شیخ عبداللہ خیاط اور کلیۃ الشریعۃ مکۃ المکرمہ کے رئیس شیخ محمد غزالی کی وہ تقریظات ہیں جو انھوں نے اس تفسیر پر تحریر کی ہیں۔

آئندہ سطور میں ہم نے اس تفسیر کا مختلف زاویوں سے جائزہ لینا ہے علامہ صابونی صاحب نے اپنی اس پوری تفسیر میں سات باتوں کو مدِ نظر رکھا ہے ہم نے ترتیب وار ہر ایک کو ذکر کرکے اُن کی چند ایک مثالیں اور اُن پر مختصر تبصرہ بھی کرنا ہے۔ ہر سورت کا خلاصہ...... ہر سورت سے پہلے اجمالی طور پر اُس سورت کا تعارف کرنا اور اُس کے

مضامین کا اجمالی طور پر قارئین کے ذہن نشین کرانا تقریباً متقدمین کی تفاسیر میں ناپید ہے اور اگر کہیں یکاذکا تفسیر میں یہ انداز پایا بھی جائے لیکن پھر بھی باقاعدہ اہتمام کسی تفسیر میں بھی نہیں ملے گا۔صفوۃ التفاسیر میں یہ انداز آپ کو ہر سورت کی ابتدا میں ملے گا جس سے ایک طالبعلم کے ذہن میں پہلے ہی سے اُس سورت کا سارہ نقشہ بیٹھ جاتا ہے اور اِسی خلاصے میں آپ کو اُس سورت کا وجہ تسمیہ اور اُس کی فضیلت بھی ملے گی۔

آیات اور سورتوں کا باہم ربط:

آیات کا باہم ربط اور ایک سورت کا ماقبل سورت کے ساتھ ربط ایک ایسی چیز ہے جس کا تعلق ذوق کے ساتھ ہے نقل کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں صحابہؓ اور تابعینؒ سے اس بارے میں کچھ نقل نہیں اُن کے بعد آنے والے مفسرین میں سے امام فخر الدین رازیؒ نے اپنی تفسیر کبیر میں اس چیز کا بخوبی اہتمام کیا ہے اور بعض مقامات پر ایسے ایسے ربط بیان کیے ہیں جن کی مثال ملنا مشکل ہے اور علامہ سیوطیؒ نے تو اِس موضوع پر باقاعدہ کتاب اسرار ترتیب سور القران کے نام سے تصنیف کی ہے جو اس موضوع پر ایک منفرد کتاب ہے علامہ رضی الھمامی نے اس پر تحقیق بھی کی ہے مکتبہ دارالاعتصام القاھرہ نے اسے شائع کیا ہے۔صفوۃ التفاسیر میں بھی آیات کا آیات کے ساتھ ربط اور سورت کا سورت کے ساتھ ربط کا بخوبی اہتمام کیا گیا ہے قارئین کی دلچسپی کے لیے ہم اس کا ایک نمونہ نقل کرتے ہیں چنانچہ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۵۱ (یٰاَیھا الذین اٰمنو لاتتخذالیھو دو النصاریٰ الخ) کا ماقبل کیساتھ ربط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں **لماحکیٰ تعالیٰ عن اھل الکتاب الھم ترکو العملٰ با التوراۃو الانجیل وحکم علیھم باالکفر و الظلم و الفسوق،حذر تعالیٰ فی ھذہ الآیات من موالاۃ الیھو دو النصاریٰ الخ......** یعنی جب اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب کی یہ حالت بیان کی کہ اُنہوں نے توراۃ اور انجیل کو چھوڑ رکھا ہے اور اُس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُن پر کفر،ظلم اور فسق کا حکم لگایا تو اب اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اور عیسائیوں کیساتھ دوستی سے منع فرمایا۔(صفوۃ التفاسیر ج ا ص ۳۴۸)

آیات کی تفسیر لغات اور عربی شواھد کے آئینے میں....قُرآن کے الفاظ کی تفسیر اور معانی کیلیے عربی لُغات اور شواھد سے مدد لینا اور مراد تک پہنچنا تفسیر کی ایک مُستقل قسم ہے مُفسرِ قُرآن حضرت ابنِ عباسؓ قُرآنی الفاظ کے معانی تک رسائی کیلئے باقاعدہ عربی لُغات اور اشعار کا سہارہ لیا کرتے تھے اور حضرت عُمرِ فاروقؓ نے بھی اس کی ترغیب دی ہے (التفسیر والمُفسر ون ج ا ص ۷۴)

صفوۃ التفاسیر میں بھی یہ رنگ آپ کو بخوبی نظر آئے گا الفاظ کے معانی کیلیے لُغات کی طرف رجوع کیا گیا ہے اور بطورِ شواھد اشعار پیش کیے گئے ہیں مثلاً ایک جگہ علامہ صابونی صاحب سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۰۸ اُدخلوفی السلم کافۃ میں السِلمِ کی لغوی تحقیق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں السلم بکسر السین

بمعنی الاسلام وبفتحہا بمعنی الصلح کہ لفظِ سِلْم کو سین کی زیر کیساتھ پڑھا جائے تو اسلام کے معنیٰ میں آتا ہے اور سین پر زبر پڑھی جائے تو بمعنی صلح کے آتا ہے اول معنی کی تائید میں بطورِ استشہاد کے ایک شعر بھی نقل کیا ہے۔

دعوت عشیرتی للسِلم حتی　　رائیتھم تولوا مُدبرینا　　میں نے اپنے قبیلے والوں کو

اسلام کی دعوت دی یہاں تک کہ میں نے اُن کو پیٹھ پھیرتے ہوئے دیکھا　　(صفوۃ التفاسیر ج ا ص ۱۳۲)

آیات اور اُن کے شانِ نزول:

بعض آیات کا سمجھنا اسبابِ نزول پر موقوف ہوتا ہے یعنی جب تک یہ معلوم نہ ہوجائے کہ یہ آیات کیوں نازل ہوئیں؟ کیا حالات تھے؟ کیا واقعات تھے؟ اُس وقت تک اُن کا سمجھنا محال ہوتا ہے اور اس بارے میں باقاعدہ صحابہ کرامؓ اور تابعین سے اس بارے میں روایات منقول ہیں متقدمین نے بڑے اہتمام کے ساتھ اِن روایات کو اپنی تفاسیر میں جگہ دی ہے اور بعض نے تو اس موضوع پر باقاعدہ کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں واحدی کی اسباب النزول، علامہ سیوطی کی لُباب النقول فی اسباب النزول، اور شیخ خالد عبدالرحمن کی جامع اسباب النزول قابلِ ذکر ہیں۔ ہماری زیرِ نظر تفسیر میں اسباب النزول مستند اور صحیح تفاسیر اور روایات کی روشنی میں درج کی گئی ہیں جن جن آیات میں صحابہؓ اور تابعین سے روایات منقول ہیں اُن ہی مقامات پر نہایت احسن انداز میں وہ روایات درج کی گئی ہیں جس سے تفسیر کی افادیت میں بے پناہ اضافہ ہوجاتا ہے۔

زیرِ نظر تفسیر اور بلاغت..... بلاغت جو آپ کو قُرآنی آیات کا اصل حُسن بتاتی ہے اکثر طلبہ بحیثیت فن تو مدارس میں پڑھ لیتے ہیں لیکن اسے قُرآن میں جاری کرنا اور اس کی آئینے میں قُرآنی عجائب وغرائب سے لُطف اندوز ہونا اور اُن کے حُسن و جمال کی انتہاء تک پہنچنا یہ سب آج کے اس دور میں ناپید ہو چکا ہے۔ اہلِ مدارس کو اس کمزوری کو دور کرنے کیلیے سوچنا چاہیے۔

الحمدللہ علامہ صابونی صاحب نے اپنی اِس تفسیر میں آیات کے ذیل میں جہاں دیگر عُنوانات قائم کیے ہیں وہاں ایک عُنوان بلاغت کے نام سے بھی قائم کیا ہے اِس کیلیے اُنہوں نے زیادہ تر تفسیر تلخیص البیان، اور تفسیر ابی سعود، اور تفسیر بحرِ محیط سے زیادہ تر استفادہ کیا ہے اِسی سلسلے میں سورۃِ بقرہ کی آیت نمبر ۱۸۷ (الخیط الاسود من الخیط الابیض) کے تحت لکھتے ہیں وھذہ استعارۃ عجیبۃ والمراد بہا بیاض الصبح وسواد اللیل و الخیطان ھُھنا مجاز و انما شبھھما بذلک لان بیاض الصبح یکون فی طلوعہ مشرقا خافیاً ویکون سواد اللیل مُنقضیا مُولیاً فھما جمیعاً ضعیفان الا ان ھٰذا یزداد انتشار او ھٰذا یزداد استسرارا.... اور یہ ایک عجیب وغریب استعارہ ہے اس سے صبح صادق کی روشنی اور شب ظلمت کی تاریکی مراد ہے اور دونوں کیلیے یہاں دھاگہ بطورِ مجاز استعمال ہوا ہے اور صبح صادق کی روشنی اور رات کی تاریکی دونوں کو دھاگوں کے ساتھ اس وجہ سے تشبیہ

دی کہ طلوعِ صبح کے وقت صبح کی روشنی پوشیدہ سی ہوتی ہے اور رات کی تاریکی فنا ہونے کی تیاری میں ہوتی ہے (گویا ایک کی ابتداء اور دوسرے کی انتہاء ہوتی ہے) ایسے حالت میں روشنی اور تاریکی دونوں کمزوری کی حالت میں ہوتے ہیں مگر آہستہ آہستہ روشنی پھیلتی جاتی ہے اور اندھیرا گمنامیوں کے پردوں میں گم ہونے لگتا ہے (صفوۃ التفاسیر ج ا ص ۱۲۳)

زیرِ نظر تفسیر اور فوائد و لطائف...... قرآنی آیات جواھر اور موتیوں سے بھری پڑی ہیں اِن لعل و جواھر کی قدر تو صرف اہلِ ذوق ہی جانتے ہیں علامہ صابونی صاحب نے اپنی اس تفسیر میں یہ کمی بھی رہنے نہیں دی یہ موتی اور جواھر اُن کی تفسیر میں جابجا بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح آپ کو ملیں گے۔ چنانچہ ایک مقام پر لفظِ ریح (جو ہوا کو کہتے ہیں) کے مُفرد اور جمع استعمال ہونے میں ایک نکتہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں...

ورد لفظ الرياح في القُرآن مُفردة ومجموعة مع الرحمة مُفردة مع العذاب كقوله وهو الذى ان يرسل الرياح مُبشرات وقوله وهو الذى ارسل الرياح بُشرا بين يدى رحمته وجاءت مُفردة في العذاب كقوله بريح صرصر عاتية وقوله الريح العقيم وروى ان رسول الله ﷺ كان يقول اذا هبت الريح (اللهم اجعلها رياحا ولا تجعلها ريحا).......

لفظ ریاح قرآن میں مُفرد اور جمع دونوں طرح استعمال ہوا ہے جمع کی صورت میں رحمت کیلیے جبکہ مُفرد کی صورت میں عذاب کیلئے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشادِ مُبارک ہے **وهو الذى ان يرسل الرياح مُبشرات** اور اللہ تعالیٰ کا ارشادِ مُبارک **وهو الذى ارسل الرياح بُشرا بين يدى رحمته** اور مُفرد عذاب کیلیے جو استعمال ہوا ہے اُس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ مُبارک ہے **بريح صرصر عاتيه** اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد **الريح العقيم** ہے اِسی سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ جب بھی آندھی چلتی تو آپ ﷺ یہ دُعا فرماتے اے اللہ اِس ہوا کو ہمارے لیے ریاح یعنی خوشخبری بنا اور ریح یعنی عذاب نہ بنایئے (صفوۃ التفاسیر ج ا ص ۱۱۳)

یہ تو ہم نے چیدہ چیدہ مقامات سے چند نمونے قارئین کی خدمت میں پیش کیے ہیں باذوق قارئین تفسیر کا مُطالعہ کر کے بخُوبی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں بندہ کے نزدیک یہ تفسیر پڑھنے اور پڑھانے والے دونوں حضرات کیلئے مُفید ہے ادنیٰ عربی کا استعداد رکھنے والا طالبعلم بھی اس تفسیر کو سنگِ بُنیاد بنا کر اس میدان میں سفر کا آغاز کر سکتا ہے بات صرف ہمت کی ہوتی ہے۔

خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔